شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

بانی: حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ
مسند نشین رابع خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیر اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری
جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

مجلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

مئی 2017ء / شعبان 1438ھ جلد نمبر9، شمارہ نمبر 5 - قیمت: 20 روپے سالانہ ممبرشپ: 200 روپے - تین سالہ ممبر شپ: 500 روپے

حُسنِ ترتیب

- رحمت و شفقت اور مہربانی پر مبنی عالم گیر نظام پر یقین
- جماعتی زندگی کا انعام؛ جنت
- پاناما کیس، عدالتیں اور سیاسی جماعتیں
- روزے کے بنیادی مقاصد اور فوائد
- حضرت امامِ ربانی حضرت گنگوہیؒ کی صحبت کی تاثیر
- بیرونِ ملک سے کالا دھن کی واپسی
- ایشیائی جاپان
- روزہ انسانی نفس کو مہذب بناتا ہے
- روزے کی حقیقت
- بھیک مانگنا
- سردارِ شہیداں حافظ محمد ضامن شہیدؒ
- لاہور میں روحانی تربیتی اجتماعِ رمضان المبارک
- معمولاتِ روحانی تربیتی اجتماعِ رمضان المبارک
- نمازِ تراویح کے مسائل
- نقشہ اوقات سحر و افطار رمضان المبارک

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ — مسند نشین ثانی خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

''حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسنؒ) کو ہم نے اسارتِ مالٹا سے پہلے بھی دیکھا اور بعد میں بھی، زمین و آسمان کا فرق تھا۔ بڑے میاں قید سے وہ کما کر لائے، جو تصور میں بھی نہیں آسکتا تھا۔

ایک دفعہ چائے آئی تو کسی نے کہہ دیا کہ: ''حضرت! یہ کالی چائے انگریز پیا کرتے ہیں''، تو آپ (حضرت شیخ الہندؒ) نے فرمایا کہ: ''اگر کالی چائے انگریز پیتے ہیں تو ہم آئندہ سبز چائے پیا کریں گے۔'' چناں چہ دیوبند حاضری ہوئی تو دیکھا کہ حضرت شیخ الہندؒ کے لیے مہتمم (دارالعلوم دیوبند مولانا محمد احمد) صاحب کے ہاں سے سبز چائے پک کر آیا کرتی تھی۔ ان کی اس بات میں بھی ایک بات تھی۔''

(مجلس ۱۳؍ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ/ 11؍ اگست 1946ء، مقام: رائے پور)
(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری، ص 144، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org
رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

رقومات کی ترسیل بنام ''ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ٹرسٹ لاہور'' اکاؤنٹ نمبر 0010030341820010 الائیڈ بینک مزنگ چونگی برانچ لاہور، برانچ کوڈ 0533

درسِ قرآن

تفسیر: شیخ التفسیر حضرت مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

رحمت و شفقت اور مہربانی پر مبنی عالم گیر نظام پر یقین

الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ (2:1)

(بے حد مہربان، انتہائی رحم والا ہے)

اَساسیاتِ قرآنی پر مشتمل سورت الفاتحہ کی یہ دوسری آیت ہے، جس میں اللہ ربّ العالمین کے دو مزید اسماء الحسنٰی کی روشنی میں تیسرا اَساسی اُصول یہ بیان کیا گیا ہے:

3۔ رحمت و شفقت اور مہربانی پر مبنی عالم گیر نظام پر یقین اور اُس کی حمد و ثنا

الرَّحۡمٰنِ: اللہ کے اس اسم کا بنیادی مادہ ''رحم'' ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی تجلی یا صفت ہے، جس کا تعلق اس عالَم (Cosmic Universe) کی تخلیق کے ساتھ ہے۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: ''کائنات کا مادہ اسی تجلی سے وجود میں آیا ہے۔'' (سطعات) یعنی وہ تجلیٔ رحمانی جو نہایت مہربانی اور شفقت سے اس کائنات کے نظام کو بڑے مربوط انداز میں چلا رہی ہے۔

الرَّحِیۡمِ: اس کا مادہ بھی ''رحم'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وہ تجلی یا صفت جو اپنی رحمت اور شفقت سے دنیا اور آخرت میں بندوں کے عملوں کی جزا و سزا کا نظام قائم کیے ہوئے ہے۔

اس کائنات میں موجود تمام مخلوقات کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت اور خیر خواہی کا ایک بین الاقوامی نظام چل رہا ہے۔ یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی تجلیاتِ رحمانیہ کی مظہر ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اس کی تصریح کی ہے۔ (التفہیمات الإلٰھیہ، تفہیم 17) چناں چہ انھیں تجلیاتِ رحمانی کے زیرِ اثر اس رحمت و شفقت اور مہربانی کی سوچ کا اظہار اُن اولوالعزم فرشتوں اور مقرب انسانوں کی طرف سے بھی ہوتا رہتا ہے، جو ہر وقت تمام مخلوقات کے لیے رحمت و شفقت کے طالب رہتے ہیں۔ خاص طور پر اللہ کی تجلیات کے مرکز، یعنی ملاءِ اعلیٰ کے فرشتے، کائنات کی تمام اشیا اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تمام انسانوں کے لیے ہمہ وقت رحمت و شفقت کرتے ہوئے دعا گو رہتے ہیں۔ گویا کائنات کے عالم گیر نظام کا بنیادی نظریہ اور فکر و فلسفہ مخلوقات پر رحمت و شفقت اور مہربانی کا نظام قائم رکھنا ہے۔

اللہ کی اس شفقت بھری تجلیاتِ رحمانی پر اس کی حمد و تعریف کی جاتی ہے۔ اس اساسی اصول کے ذریعے سے ہر اُس سوچ اور تصور کی نفی کی جا رہی ہے، جس میں رحمت و شفقت کے بجائے ظلم و جبر اور آمریت پائی جاتی ہے۔ گویا جبر و آمریت کا نظام رحمتِ الٰہی کے تقاضوں کے قطعاً منافی ہے اور ایک مسلمان جب اللہ کی رحمانیت اور رحیمیت کا اقرار کرتا ہے تو اس طرح کے تمام ظالمانہ اور جابرانہ تصورات، نظریات اور عملی نظام کا انکار کر دیتا ہے۔ اور رحمتِ الٰہی کے تقاضوں کے مطابق انسانیت کے فائدے کے لیے بہترین سوسائٹی تشکیل دینے کی جد و جہد اور کوشش کرتا ہے۔ ایسی سوسائٹی، جو نہ کہ زحمت اور تکلیفِ انسانی کا سبب بنے اور آمریت و ظلم و جبر کی حامل ہونے کے بجائے رحمت و مہربانی لیے ہوئے ہو۔

درسِ حدیث

تشریح: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

جماعتی زندگی کا انعام: جنت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمُ الْجَمَاعَةَ.''

(سنن الترمذی، حدیث نمبر2165)

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو جنت کے بہترین حصے کا خواہش مند ہو، اُسے چاہیے کہ جماعت سے منسلک رہے۔'')

اس حدیثِ مبارکہ میں انفرادی کی بجائے جماعتی طرزِ زندگی کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ آپ ﷺ رضائے الٰہی کے مقامِ جنت کے بہترین حصے میں داخلے کے لیے جماعتی زندگی کو لازمی قرار دے رہے ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں قیامِ جماعت کے دو بڑے مقصد ہیں: 1۔ اشاعتِ دین 2۔ مخلوقِ خدا کو نظامِ ظلم سے بچانا

رضائے الٰہی کے حصول اور خاتمۂ ظلم کے لیے جب جماعت بنائی اور اختیار کی جائے تو یَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ (اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔) کی روشنی میں رحمتِ خداوندی افرادِ جماعت کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ اور عوام الناس اگر ان کے معاون ہو جائیں تو یہ رحمت عمومی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس کے برعکس جب خود غرض افراد کا جتھہ اپنے گروہی مفادات اور دھوکا دہی کے لیے جمع ہوتا ہے تو متعدد قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مال و زر، ریاستی تائید، فریب کاری اور دھونس سے لوگوں کو مرعوب کر لیتے ہیں، لیکن یہ گروہ ہدایت، رحمتِ خداوندی اور حقیقی عزت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ذلت مقدر ہو جاتی ہے۔ ایسا گروہ جب تک قوم پر قابض رہتا ہے، تب تک ملک و قوم عزت و افتخار، ترقی، خوش حالی اور اُخروی فلاح کی راہ سے محروم رہتے ہیں۔ خوب صورت ناموں اور نعروں سے مزین جتھے لوگوں کو اہلِ حق سے بدظن کرنے کی راہ پر مصروفِ عمل ہوتے ہیں۔

وطنِ عزیز میں سینکڑوں گروہ جماعتوں کے نام سے موجود ہیں، لیکن ہر گزرتا دن ہماری قوم کو مسائل کی دلدل میں مزید پھنساتا چلا جا رہا ہے اور غلبۂ دین کی ناؤ جھوٹی اُمیدوں کے سہارے ہچکولے لے رہی ہے۔ جماعتوں کے نام پر فرقوں، عوام کے نام پر خواص، خدمت کے نام پر ذاتی مفادات اور دین کے نام پر سامراج کے مفادات کے تحفظ کا عام چلن ہے۔ جماعت کی حقیقی تعریف پر مبنی اگر کوئی جماعت قائم ہو چکی ہوتی تو قرآن و حدیث میں موجود وعدوں، تجربات و مشاہدات اور عقلِ عام کی روشنی میں ممکن ہی نہ تھا کہ غلبۂ دین اور نظامِ عدل قائم نہ ہوتا۔ دینی اور دنیوی لحاظ سے دن بہ دن بڑھتی بے چینی اور اداروں کی اجتماعی ابتر صورتِ حال اس زمینی حقیقت کا اعلانِ عام ہے کہ ایک سچی جماعت کے قیام کی ضرورت ہنوز موجود ہے۔ جنت کے طلب گاروں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نمرودیت، فرعونیت، قارونیت اور ہامانیت کی فریب کاریوں سے اپنی قوم کو بچانے کے لیے سچی جماعت کے قیام کے لیے فکرمند اور کوشاں ہوں۔

اداریہ

پاناما کیس، عدالتیں اور سیاسی جماعتیں

ملکِ عزیز کے حالات میں خرابیٔ بسیار پھر اس بات کی طرف متوجہ کیے دیتی ہے کہ ہمارا مرض عارضی نہیں، بلکہ دائمی ہے۔ جس نے قوم کے مزاج تک کو بگاڑ دیا ہے کہ وہ اس ملک کے لیے سب سے بڑے خطرے، یعنی نام نہاد سیاسی و مذہبی پارٹیوں کے بارے میں ابھی بھی خوش گمانی کا شکار نظر آتی ہے۔ اور کسی نئے مستقل اور پائیدار حل کی طرف متوجہ نہیں ہے۔

ہم اکثر و بیش تر ملک میں موجود سیاسی و مذہبی قوتوں کا جائزہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ آج کل کی تازہ فضا میں ایک بار پھر ضرورت پیش آ رہی ہے کہ ہم ان جماعتوں کو درپیش چیلنجز کے تناظر میں دیکھیں کہ یہ کس طرح نئے حالات میں بے بس نظر آ رہی ہیں۔ اور قوم، ملک، معاشرے کے مسائل کو حل کرنے کا ان کے پاس کوئی ایجنڈا نہیں ہے۔ اور اس نازک مرحلے پر یہ اپنی ناکامی کا اعتراف کرنے کے بجائے قوم کو نئے کنفیوژن میں اُلجھا رہی ہیں۔ اور کوئی ایک پارٹی مسائل کی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہیں تو نہ سہی، لیکن اس زمانی حقیقت کو تو کوئی نہیں جھٹلا سکتا کہ یہ ساری پارٹیاں ہی موجودہ مسائل کی ذمہ دار ہیں۔ کیوں کہ اب ہم پر برٹش راج نہیں کر رہے، بلکہ گزشتہ ستر سالوں سے یہی پارٹیاں ہمارے سیاہ سفید کی مالک رہی ہیں۔ اس ملک کے لیے اگر مہلک اور خطرناک چیزوں کی کوئی فہرست مرتب کی جائے تو اس میں سرِفہرست ہمارے ملک کی سیاسی و مذہبی پارٹیوں کا نام ہوگا، جس سے ملکِ عزیز کو سب سے زیادہ خطرات لاحق ہیں۔

پاکستان میں قیادت کے نام پر ایک مافیا قابض ہے، جو سرتاپا کرپشن میں غرق ہے۔ اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ پارٹیاں رنگے ہاتھوں پکڑے جانے والے اپنے افراد کو سزا سے بچانے کے لیے ہر حد تک جانے کو تیار ہیں، خواہ ان ملزموں کو پارٹی عہدے دینے پڑیں۔ تاکہ اگر ان پر ہاتھ ڈالا جائے تو اسے پارٹی پر حملہ تصور کیا جائے۔ دنیا میں الزامات کے بعد ملزموں کو سیاسی اور انتظامی عہدوں سے الگ کیا جاتا ہے، تاکہ تفتیش کا عمل بغیر کسی دباؤ کے سرانجام دیا جا سکے۔ لیکن ہمارے ہاں ایک سیاسی پارٹی اپنے دورِ حکومت کے وزیر پیٹرولیم جو کہ کرپشن کے سنگین الزامات میں ماخوذ ہیں، کو کراچی جیسے بڑے شہر کی پارٹی کا صدر بنا کر ایک ملزم کو سیاسی طاقت فراہم کرتی ہے۔ اور ایک دوسرے وزیر انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کو منی لانڈرنگ میں ملوث ہونے کے باوجود ملک میں واپس لوٹنے پر سونے کا تاج پہنا کر شان دار اِستقبال کیا جاتا ہے۔

دوسری طرف حکومت پر فائز پارٹی کی قیادت پاناما جیسے بدنامِ زمانہ کیس میں عدالت سے پیشیاں بھگت کر ایسے لوٹتی رہی ہے، جیسے کسی محاذ سے فتح یاب فوج لوٹتی ہے۔ اور جب ایک محفوظ فیصلے کو غیرمحفوظ قوم کے سامنے لاتے ہوئے انھیں ایک نئے ''ٹرک کی بتی'' کے پیچھے لگایا جاتا ہے تو جہاں قوم اس بتی کے پیچھے دوڑنا شروع کرتی ہے تو ایک ہی سسٹم کی چہیتی اور منظورِ نظر بہ ظاہر متحارب و متصادم جماعتیں مٹھائی سے لطف اندوز ہوتے ہوئے قوم کی سادگی اور بے شعوری پر مسکراتے ہوئے ہمارے فاضل ججوں کی کمالِ مہارت کو داد دے رہی ہیں۔ اب ہمارے منصف بھی یہ گُر سیکھ گئے ہیں کہ جاری نظام کو نقصان پہنچائے بغیر کس طرح کے فیصلے کرنے ہیں۔ جس چھت کے نیچے وہ بیٹھے ہیں، آخر اس چھت کو وہ کیوں کر گرائیں گے۔

اب قوم کو پُرانی جماعتوں کی شاطرانہ چالوں کے ساتھ ساتھ نئی جماعتوں کی سادگی کو بھی سمجھنا چاہیے، جو عدالتی کارروائی کے بعد اَخلاقی بنیادوں پر استعفیٰ مانگنے چلے ہیں۔ کیا یہ ملزم قیادت پہلے کسی اَخلاقی جواز کے تحت حکومت کر رہی تھی؟ اور یہ صرف دو فاضل جج کے ریمارکس کے نتیجے میں صادق و امین کی فہرست سے قابل اخراج قرار پائی ہے؟ اور ملک میں سیاست دانوں کی جو مخلوق اس کے علاوہ بہ شمول مدعی پارٹی کے پائی جاتی ہے، ان کا نام کس صحیفے کے کس صفحے پر صادق و امین کی لسٹ میں پایا جاتا ہے؟ نوجوان ذہنوں کو اب اس نکتے پر ضرور سوچنا چاہیے کہ اس پارٹی کا تبدیلی کا کیا ویژن ہوگا، جو کئی دہائیوں سے جاری نظام کے عدالتی فیصلوں سے انقلاب لا کر نیا پاکستان بنانا چاہتی ہے۔ اب ہمارے عوام کو دنیا میں آنے والے انقلابات کی تاریخ کو پھر سے پڑھنا چاہیے، تاکہ انھیں معلوم ہو سکے کہ انقلابی لیڈروں کے ویژن کی کیا شناخت ہوتی ہے۔ اور انھیں اپنی قوموں کو حقیقی انقلاب کی منزل تک پہنچانے کے لیے کن جان جوکھوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

تیسری سمت میں ہماری وہ مذہبی پارٹیاں کھڑی ہیں، جو کبھی قوم کو ''**سبیلنا سبیلنا الجہاد الجہاد**'' (ہمارا راستہ، ہمارا راستہ؛ الجہاد، الجہاد) کے فلک شگاف نعروں سے گرما چکی ہیں، لیکن اب ان مذہبی قوتوں کو باور کروایا جا چکا ہے کہ آپ کی بقا کا واحد راستہ غیر مسلح ہو کر جاری نظام میں حصہ بہ قدر جثہ کے مطابق اپنے حصے پر قناعت ہی میں ہے۔ اس لیے اب ہمیں ''**الجهاد ماض إلیٰ یوم القیامه**'' (جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔) کے بجائے ان کے سٹیجوں سے امن و آشتی اور عدمِ تشدد کے بھاشن ملنے لگے ہیں۔ لیکن اصل مسئلہ اعلان نہیں، بلکہ ان کے اندر سے شدت پسندی نکالنے کا ہے۔

آج بھی ملک کے طول و عرض میں شدت پسندی اور دہشت گردی کے ہونے والے مظاہر میں یہ قوتیں ایک عجیب مخمصے سے دوچار ہیں۔ اور ان واقعات پر کوئی واضح رائے دینے کے بجائے کنی کترا کر نکل جاتی ہیں۔ جیسے یہ کل تک دہشت گردانہ حملوں میں ذمہ دار عناصر کے بارے میں زبان مروڑ کر بات کرتے رہے ہیں، اسی طرح آج بھی ان کا ''نہ جائے ماندن، نہ پائے رفتن'' کا سا معاملہ ہے۔ کیوں کہ سال ہا سال کی کہنہ مشق شدت پسندی کی تربیت محض ایک اعلان سے ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اس صورتِ حال سے یہ باور کرنا زیادہ مشکل نہیں ہے کہ ابھی صرف بیان تبدیل ہوا ہے، بیانیہ نہیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر 8 پر)

افکار امام شاہ ولی اللہ دھلویؒ

روزے کے بنیادی مقاصد اور فوائد

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

برعظیم پاک و ہند کی عظیم ترین شخصیت حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اٹھارہویں صدی عیسوی میں انقلابی افکار اور تعلیمات انسانیت کے سامنے پیش کیے ہیں۔ دوسرے ہجری ہزارے میں دینِ حق کی سچی تعلیمات پر مبنی اُن کے بیان فرمودہ افکارِ عالیہ آج بھی اپنے اندر تازگی رکھتے ہیں۔ یہ افکارِ عالیہ نئی سیاسی، سماجی اور معاشی تشکیل کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ مترجم

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ "حُجّةُ اللّٰه البالغه" میں فرماتے ہیں:

" جاننا چاہیے کہ (انسان تین طرح کے ہوتے ہیں:)

1 بسا اوقات اعلیٰ درجے کے انسان (انبیا علیہم السلام) حق تبارک وتعالیٰ کی طرف سے الہام کے ذریعے سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انسان کی بہیمی طبیعت کی شدت اور تیزی اُس کے کمال کے راستے کی رُکاوٹ ہے۔ اس طرح کہ بہیمیت، ملکیت کے پورے طور پر تابع نہیں ہے۔ وہ حضرات ایسی حالت سے بغض رکھتے ہیں اور اُس کی حِدّت اور شدت کو توڑنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے وہ بھوک، پیاس، جنسی خواہش کو چھوڑنے، اپنی زبان، دل اور اعضا کا مواخذہ کرنے سے زیادہ بہتر کسی اَور چیز کو نہیں پاتے۔ اس طرح وہ انسانی نفس پر بہیمی غلبے کا علاج کرتے ہیں۔

2 ان کے بعد وہ لوگ آتے ہیں جو سچی خبر دینے والے (انبیا علیہم السلام) کی اتباع میں اُن کے اس طریقۂ کار کو دل کے پورے اطمینان اور اعتماد کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں۔

3 تیسرے درجے کے وہ انسان ہوتے ہیں، جو (بہیمیت کی خرابی کا علاج) خود نہیں جانتے۔ انبیا علیہم السلام شفقت کرتے ہوئے انھیں ان امور کا پابند بناتے ہیں۔ انھیں اپنی بہیمی طبیعت کی طاقت کو توڑنے کا فائدہ آخرت میں ظاہر ہوگا۔

روزے کے مقاصد واہداف

1 بسا اوقات انسان اس بات پر مطلع ہوتا ہے کہ اُس کی بہیمی طبیعت کا عقل کے تابع ہونا اپنے اندر ایک کمال رکھتا ہے، جب کہ اس کی طبیعت اس سے باغی ہوتی ہے۔ کبھی تو وہ عقل کی اتباع کرتی ہے اور کبھی اُس کی بات ماننے سے انکار کر دیتی ہے۔ چناں چہ وہ (اپنی طبیعت کو عقل کے تابع کرنے کی) ریاضت اور مشق کرنے کا محتاج ہوتا ہے۔ اس بنا پر وہ روزے جیسے ایک مشقت والے عمل کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر وہ اپنی طبیعت کو روزے کا پابند بناتا ہے اور اپنے اس عہد کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔ اسی طرح وہ بار بار (روزے کی پابندی) کرتا ہے۔ یہاں تک کہ طبیعت کو عقل کے تابع کرنے کا مطلوبہ کام اُسے حاصل ہو جاتا ہے۔

2 بسا اوقات انسان سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ چناں چہ وہ اپنے اوپر بہت سے دنوں کے روزے (بہ طور نذر کے) رکھنا لازم بنا دیتا ہے۔ اس گناہ کو دور کرنے کے لیے یہ مشقت برداشت کرتا ہے، تاکہ اُس جیسا گناہ دوبارہ سرزد نہ ہو۔

3 بسا اوقات انسان پر جنسی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے، لیکن اُس کے پاس مالی وسائل نہیں ہوتے۔ اُسے گناہ کا ڈر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ روزے کے ذریعے سے اپنی شہوت توڑتا ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "ایسے آدمی کے لیے روزہ شہوت کو توڑنے کا سبب بنتا ہے۔"

(متفق علیه، مشکوة، حدیث نمبر3080، کتاب النکاح)

روزے کے فائدے

1 روزہ ایک ایسی عظیم نیکی ہے، جو مَلَکِیت کو مضبوط بناتی ہے اور بہیمیت کو کمزور کرتی ہے۔ انسانی روح کے چہرے کو صاف ستھرا بنانے اور طبیعت کے تقاضوں کو مغلوب کرنے میں اس جیسی اَور کوئی چیز نہیں۔ اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: الصّوم لی و أنا أجزِيُ بهٖ (روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ متفق علیه، مشکوة، حدیث نمبر 1959 کتاب الصّوم)

2 روزہ اسی قدر انسانی گناہوں کا کفارہ بنتا ہے، جس قدر انسان کی بہیمی طبیعت کی شدت اور حِدّت (تیزی) ٹوٹتی ہے۔

3 روزے کے ذریعے سے فرشتوں کے ساتھ بڑی عظیم مشابہت حاصل ہوتی ہے۔ چناں چہ فرشتے ایسے انسان سے محبت کرتے ہیں۔ اس محبت کے تعلق کے اثر سے انسان کی بہیمی طبیعت کمزور پڑتی ہے۔ یہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ: "روزے دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے۔"

(متفق علیه، مشکوة، حدیث نمبر 1959، کتاب الصّوم)

4 جب روزہ رکھنے کا ماحول پوری طور پر (معاشرے میں) پھیل جاتا ہے تو اس سے غلط رسومات سے دور رہنے کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے۔

5 جب قوموں میں سے کوئی پوری قوم روزے کی پابند ہو جاتی ہیں تو ان کے شیاطین کو زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے اور اُن کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے اُن پر بند کر دیے جاتے ہیں۔

(متفق علیه، مشکوة، حدیث نمبر 1956، کتاب الصّوم)

6 جب انسان اپنے نفس کی خواہشات کو دباتا ہے اور اُس کی پست عادتوں کو ختم کرتا ہے تو اُس کے اس عمل کی عالَمِ مثال میں ایک صورتِ تقدیسیہ (پاکیزہ صورت) وجود میں آتی ہے۔ عارفین میں سے بعض ذہین ترین لوگ جب اس پاکیزہ صورت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو غیب سے اُن کے علوم میں اس صورت کے ذریعے سے مدد دی جاتی ہے۔ اس طرح وہ اس تنزیہ و تقدیس کے راستے سے ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف پہنچ جاتے ہیں۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ "الصّوم لی و أنا أُجزیٰ بهٖ" (روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔ متفق علیه، مشکوة، حدیث1959 کتاب الصّوم)

(باب أسرار الصّوم، مبحث البرّ و الإثم)

حضرت امامِ ربانی حضرت گنگوہیؒ کی صحبت کی تاثیر

مولانا مفتی عبدالقدیر، چشتیاں

حضرت امام ربانی غوثِ صمدانی قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ (وفات 1905ء) سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہم کے نہایت معتمد خلفا میں سے ہیں۔ وہ ان کی نسبتِ باطنی کے وارث ہیں۔ سینکڑوں علما، اطبا، افسران، امرا، حکما اور عوام الناس ان کی صحبت کی تاثیر سے بالکل بدل گئے۔ اس کی ایک مثال حضرت حاجی دوست محمد خان کی ہے۔ ان کے بارے میں حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے نواب محمود علی خانؒ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ ''ان جیسا پرہیزگار اور دیانت دار شخص ملنا دشوار ہے۔'' اس پر نواب صاحب نے انھیں اپنی ریاست (مینڈھو) کا انتظام سونپا تھا۔ حاجی دوست محمد حضرت گنگوہی قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔ ان کا بیان ہے کہ:

''میاں کیا پوچھتے ہو! حضرت (گنگوہیؒ) کے یہاں تو وہ بات دیکھی کہ دنیا بھر میں کہیں دیکھنی نصیب نہ ہوئی۔ اٹھائیس سال پولیس کی ملازمت کرتے، رشوت کھاتے، بیسیوں ناکردہ گناہ، مخلوق کو پھانسی دلاتے اور کالا پانی بھجواتے، ہزار ہا زیادتیاں اور سختیاں کرتے، حق کو ناحق اور ناحق کو حق بناتے گزرے تھے۔ اس مدت میں کبھی اچھے اور بُرے کا تمیز (امتیاز) نہ ہوا تھا۔ دل ایسا سخت ہوگیا تھا کہ آخرت کی طرف متوجہ ہونا جانتا ہی نہ تھا۔ صرف تین دن حضرت امام ربانیؒ کی خدمت میں حاضر رہا تھا۔ خدا جانے کیا کِیا کہ جب لوٹا ہوں حلیم، رحیم، منصف، نمازی، تہجد گزار، رشوت سے متنفر، ناجائز لباس سے بے زار، متبع سنت اور راہِ مستقیم کا دالہ اور شیدا بن کر لوٹا ہوں۔ اور یہ مضمون (یعنی بُرائی سے نیکی کی طرف مزاج کی یہ تبدیلی) قبل از بیعت، صرف حضرت کی صحبت سے حاصل ہو چکا تھا۔ اس لیے کہ جب تک قلب کی پوری اصلاح نہیں ہوگئی، اس وقت تک حضرتؒ نے بیعت بھی نہیں فرمایا۔ اور بیعت کے بعد تو حضرتؒ کے تصرفات نے جو کچھ کیا، وہ بیان کے قابل نہیں۔'' (الرشید، جلد دوم، ص 43-142)

1۔ بہ قول حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ: ''صحبت کی تاثیر تب ہوتی ہے، جب متوسل میں شیخ سے عشق و محبت اور مناسبت پیدا ہو جائے۔'' (ارشادات)

2۔ حاجی صاحب مرحوم کے سامنے امامِ ربانی حضرت گنگوہیؒ کا ذکر ہونے لگتا تو وہ تڑپنے لگتے اور تمام داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ (الرشید، جلد دوم)

3۔ نزع کے وقت نمازِ اشراق میں مشغول ہو کر ذکر کی حالت میں واصل بہ حق ہوئے۔

4۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کو جس وقت ان کی وفات کی اطلاع ملی تو تعزیت میں بڑے صاحبزادے کو لکھا کہ: ''گھبراؤ مت! تمھارے والد کی اِن شاء اللہ مغفرت ہوگئی۔ اطمینان رکھو!'' (الرشید، جلد دوم)

5۔ حضرت گنگوہیؒ کی یہی تاثیر اُن کے خلفا بالخصوص قطب العالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اور اس سلسلے کے جانشینوں کی صحبت میں محسوس اور مشاہدہ کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سچے اولیا کے سلسلے کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

محمد کاشف شریف، راولپنڈی

بیرونِ ملک سے کالا دھن کی واپسی

جمہوریت کے موجودہ ''عظیم الشان دور'' کے آغاز میں بڑے بڑے چیلنجز؛ جیسے بجلی کی لوڈ شیڈنگ، ٹیکس نیٹ، بڑھتے ہوئے ملکی و غیر ملکی قرضے، دہشت گردی، بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ، ہمسایہ ممالک سے تجارتی تعلقات، بے روزگاری میں کمی اور مہنگائی میں کمی وغیرہ شامل تھے۔ ان امور کو لے کر بڑے بڑے اور چھوٹے چھوٹے صحافیوں نے آنے والی حکومتی پارٹی کی شان میں کئی قصیدے گائے کہ یہ پہلوں سے کہیں بہتر ہیں، ضرور کمال کریں گے۔ اور آج کمال ہمارے سامنے ہے۔ لوڈ شیڈنگ جوں کی توں ہے۔ گردشی قرضہ ابتدا ختم ہو کر دوبارہ وہیں آ گیا ہے، جہاں سے چلا تھا۔ زرعی ترقی تاریخ میں پہلی دفعہ معکوس (اُلٹی) ہو چکی۔ تجارتی خسارے نے تمام گزشتہ ریکارڈ توڑ ڈالے۔ بڑے پیمانے کی پیداواری صنعت، جس پر حکومت کا انحصار رہا ہے، گزشتہ سالوں کی نسبت رُو بہ زوال ہے۔ ٹیکس نیٹ گزشتہ حکومتوں کی نسبت آدھا رہ گیا ہے۔ تاجر طبقہ اس گھن چکر میں اب آنے کا نہیں۔ زرِ مبادلہ کی ترسیل کمی کی طرف گامزن ہے۔ مہنگائی نے سر اُٹھانا شروع کر دیا ہے۔ حکومتی ٹرم کے آغاز میں کہا گیا تھا کہ مشکل فیصلے لینے پڑیں گے، جس کے ثمرات چند سالوں میں نظر آنا شروع ہوں گے۔ گویا وہی ہو رہا ہے۔

گزشتہ حکومت نے اپنی ٹرم کے آخری سال ٹیکس ایمینیسٹی سکیم کا اجرا کیا، جسے صحافتی اشرافیہ نے آڑے ہاتھوں لیا اور ٹیکس دہندگان کے ساتھ زیادتی قرار دیا۔ گزشتہ حکومت کو گالیاں دینے کے کارِ خیر میں موجودہ حکومت کے سرکردہ لیڈر بھی پیش پیش تھے۔ پاناما پیپرز کے اس ہنگامہ خیز دور میں کمال بے شرمی سے Foreign Asset Tax Bill 2017 قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے مراحل میں ہے، جس کے تحت سیاست دانوں اور بیوروکریٹس کے بہ شمول تمام اُن افراد کو، جن کا کالا دھن بیرونِ ملک پڑا ہے، اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ محض 2% ادائیگی پر اپنا سارا دھن پاکستان میں لے آئیں۔ اس ضمن میں اُن سے کوئی سوال نہیں پوچھا جائے گا۔ اور وہ جہاں چاہیں اس دھن کو استعمال کر سکتے ہیں۔ اور حکومتی اندازے کے مطابق اس سکیم سے کُل 150 ارب ڈالر تک ملک میں واپس آ سکتا ہے۔ یہ اس حکومت کی چوتھی ٹیکس ایمینیسٹی سکیم ہے۔

بات صاف ظاہر ہے کہ چار سال جس کالے دھن کو کمانے میں لگ گئے، اب اُسے حلال کرنے کا وقت آن پہنچا۔ اور بے شرمی دیکھیں کہ عوام کی نفرت کے باوجود یہ کام کیا جا رہا ہے۔ اب کسی کو ووٹ کا، میڈیا کا اور بے عزتی کا خطرہ نہیں۔ پوری دنیا میں اب کالے دھن کے خلاف کارروائی کا ماحول ہے۔ اس لیے ہمارے کالے دھن بازوں کے لیے محفوظ ترین جگہ ملکِ پاکستان ہی ہے، جہاں اب سب قانونی رہے گا اور کنٹرول میں ہوگا۔ اور حکومت کا ایک اور ملک دوست نعرہ تیار ہو جائے گا کہ ''ہم لوٹی ہوئی دولت کو واپس لے کر آئے'' اور ہماری ہی دولت کو ہمیں لوٹا کے ہمیں پر احسان چڑھایا جائے گا۔

عالمی منظرنامہ

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

ایشیائی جاپان

جغرافیائی تشکیل: آئیں جاپان چلتے ہیں۔ یہ سرزمین اوراس کی سرحدیں دنیا کے کسی بھی ملک سے نہیں ملتیں۔اس کے چاروں طرف سمندر ہےاور یہ چار بڑے جزیروں پر مشتمل ہے،جن کے جاپانی زبان میں نام کچھ اس طرح ہیں: ہوکیدو (HOKKAIDO)، ہانشو (HONSHU)، (SHIKODU) شیکوڈو اور چوتھے جزیرے کا نام کیوشو (KYUSHU) ہے۔ویسے چھوٹے موٹے کل جزیروں کی تعداد 6,852 ہے۔ جاپان کی جغرافیائی تشکیل شمالاً جنوباً پھیلی ہوئی ہے۔اس کا کل رقبہ 378,275 مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے،جس میں سے خشکی کا حصہ 364,845 مربع کلومیٹر، جب کہ پانی نے 13,430 مربع کلومیٹر رقبہ اپنے قبضے میں لے رکھا ہے۔اس کے شمال مغرب کی طرف نزدیک ترین سرزمین میں روس، جنوب مغرب میں جنوبی کوریا اور وسطی جاپان کے مغرب میں شمالی کوریا واقع ہے۔اس اعتبار سے جاپان کو چڑھتے سورج کی سرزمین بھی کہا جاتا ہے۔

سیاسی پسِ منظر: دوسری جنگِ عظیم میں جاپان، جرمنی اور اٹلی کا اتحادی تھا۔اگست 1945ء میں امریکا نے جاپان کے اہم ترین شہروں؛ ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر نہ صرف ان کو تباہ و برباد کر دیا، بلکہ مخالف بلاک کا ہی تہس نہس پھیر دیا۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد روس امریکا مخاصمت کے نتیجے میں سرد جنگ کا شکار ہو گئے۔امریکی حکمتِ عملی کے نتیجے میں جاپان ایشیائی ملک اور جغرافیائی لحاظ سے سوویت یونین کے نزدیک ترین ہونے کے باوجود وہ امریکی بلاک کا حصہ بن گیا۔ان کے درمیان کوریل جزائر (Kuril Islands) اور جنوبی سکھالم (Sakhalm) وجہ تنازعہ بن گئے۔1956ء میں اگرچہ روس جاپان تعلقات کی تلخیوں میں کمی ضرور آئی،لیکن جاپان کے ''شمالی علاقے'' (Northern Territories) راستے کا پتھر بن گئے۔1966ء میں روس اور جاپان کے تعلقات کی بحالی کا عمل دوبارہ شروع ہوا، جسے ''فاختہ اور مرغابی'' (Dove and Crane) کا عنوان دیا گیا۔یہ دونوں پرندے ایشیا میں امن اور دوستی کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔مذکورہ عنوان دے کر روس کی کوشش تھی کہ جاپان کے ساتھ تعلقات بحال کیے جائیں،لیکن یہ معاملہ پھر سے کھٹائی کا شکار ہو گیا۔کیوں کہ اس وقت اگر جاپان روس تعلقات بحال ہو جاتے تو امریکی بلاک میں ایک بہت بڑا اشگاف پڑ جانے کا اندیشہ تھا۔

7/فروری 2014ء کو جاپان نے اپنے شہر سوچی میں اولمپکس گیمز کی افتتاحی تقریب میں دنیا بھر کے سربراہانِ مملکت کو دعوت دی، جس میں چینی صدر شی جن پنگ، ترکی کے صدر رجب طیب اردگان اور جاپانی وزیراعظم شیزو ابی کے علاوہ کسی اَور بڑی طاقت بہ شمول سلامتی کونسل کے دیگر ارکان، یعنی امریکا، برطانیہ اور فرانس نے بھی شرکت نہ کی۔اُلٹا امریکی انتظامیہ نے گیز (ہم جنس پرست لوگوں) کا ایک وفد بھیجا۔ کیوں کہ وہ یورپی ماحول میں اس بات کا بتنگڑ بنانا چاہتے تھے کہ پیوٹن گیز کے حقوق کا سخت مخالف ہے۔

ڈونلڈ ٹرمپ کے پہلے ایگزیکٹو آرڈر پاس کرنے کے بعد یعنی ٹرانس پیسفک پارٹنرشپ سے علاحدہ ہوتے ہی روسی صدر ولادی میر پیوٹن 17/مارچ 2017ء کو جاپانی وزیراعظم شیزو آبی (ShinzoAbe) سے ملاقات کرنے کے لیے جب جاپان کے شہر ٹوکیو پہنچے تو اس ملاقات میں دونوں رہنما بہت پُر جوش دکھائی دیے۔ دوسری جنگِ عظیم میں جاپان کمزور ملک نہ تھا،لیکن امریکا جاپان پر بم گرا کر دو مقاصد حاصل کرنا چاہتا تھا: ایک تو یہ کہ عالمی جنگ کو جلد سے جلد ختم کر کے امریکی وسائل کو محفوظ کیا جا سکے۔ دوسرا یہ کہ آئندہ روس کو ان مہلک جنگی ہتھیاروں کی نمائش کرائی جا سکے۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ روس نے 1949ء میں ہی امریکا سے کئی گنا زیادہ طاقت ور ایٹمی بم بنا کر دنیا کو حیران کر دیا۔اس نمائش نے 6/اگست 1945ء کو ہیروشیما سے 80 ہزار انسان جو 4 مربع میل کے علاقے میں آباد تھے،فوری طور پر کرۂ ارض سے ہمیشہ کے لیے غائب کر کے 30 ہزار انسانوں کو اپاہج بنا دیا۔جاپانی قوم ابھی اس صدمے سے جاں بر ہی نہیں ہو پائی تھی کہ 3 دن بعد یعنی 9/اگست 1945ء کو دوسرے بڑے شہر ناگاساکی پر ایک اَور بم گرا، جس نے 40 ہزار انسانوں کو لقمۂ اجل بنا دیا۔

اس وقت کے متحدہ افواج کے کمانڈر انچیف جنرل ڈیوٹ ڈیوڈ آئزن ہاور (DwightD. Eisnhower) (بعد ازیں امریکا کے 34 ویں صدر) کے بہ قول: ''ہم روایتی جنگی ہتھیاروں کے ذریعے دوسری عالمی جنگ جیت چکے تھے،لہٰذا اس قسم کے مہلک اقدام کی ضرورت نہیں تھی۔'' آج اس واقعے کو گزرے 71 سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے،لیکن جاپانی عوام کے دلوں سے اس واقعے کی سنگینی ختم نہیں ہوئی۔ انھوں نے مصلحتاً اس طاقت کے تابع اپنی بحالی برداشت کی تھی۔

دوسری جنگِ عظیم میں جاپانی قوم کوئی کمزور قوت نہ تھی۔کسی جنگ میں شکست کھا جانا وقتی ناکامی تو ہو سکتی ہے،لیکن اسے مستقل کمزوری نہیں قرار دیا جا سکتا۔امریکا نے جن ملکوں کو اپنی عالمی بالادستی میں فریق بنایا ہوا تھا،آج وہ ممالک اپنا نیا مرکز تلاش کر رہے ہیں۔عالمی بالادستی کے نئے اور طاقت ور کرداروں (پلیئرز) کا تعلق ایشیا سے ہے۔اس لیے ایشیائی طاقتیں ایسے تمام ممالک پر مشتمل اتحاد بنانے جا رہے ہیں، جس سے نہ صرف مادّی وسائل یک جا ہو جائیں گے، بلکہ ان قوموں کے اپنے اپنے تجربات کا بھی ایک بہت بڑا پول خطے میں وجود میں آ جائے گا۔ ماضی میں جن طاقتوں کے پاس یہ وسائل رہے ہیں،انھوں نے مخصوص طبقے کے مفاد کی خاطر عوام الناس کی اکثریت کو تباہ و برباد کر دیا۔ نیا تشکیل پانے والا تمدن گزشتہ دور سے بہتر اور ترقی یافتہ ہوگا۔کیوں کہ اس مرحلے میں جن قوموں کے پاس دنیا کی نگرانی منتقل ہو رہی ہے،ان کا ماضی جنگ و جدل سے گریز اور قوموں کو امن و آشتی فراہم کرنے کا ہے۔

رپورٹ: نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

روزہ انسانی نفس کو مہذب بناتا ہے

10 / جون 2016ء/ ۴/ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ لاہور میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کے دوران رمضان المبارک کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا: ''رمضان المبارک کی سب سے بڑی خصوصیت اس کا بابرکت ہونا ہے اور برکت کا مطلب حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نزدیک یہ ہے کہ ملاءِ اعلیٰ کے فرشتوں کی توجہات اس مہینے میں خاص طور پر انسانیت کی طرف مبذول ہوتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں اور شفقتیں انسانیت کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ رمضان کا موسم انسانی دلوں، دماغوں اور نفسوں کو معتدل اور مہذب بنانے کا موسم ہے۔ لیکن یہ تبھی مہذب ہوتے ہیں، رحمتیں تبھی اثر کرتی ہیں، جب ہمارے دل اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔ ان رحمتوں کو چاہیں۔

اللہ کی رحمت تو متوجہ ہے۔ کیا ہمارے دل بھی متوجہ ہیں؟ وہ بھی اللہ کی طرف پوری توجہ کے ساتھ اللہ کی رحمتوں کو سمیٹنے کے لیے تیار ہیں؟ ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنا ہے۔ اپنی عقلوں کو پرکھنا ہے۔ اپنے نفسوں کی حالتوں کا جائزہ لینا ہے کہ کیا ان میں کوئی طلب اور تڑپ ہے؟ جذبہ ہے؟ کہ وہ رحمت کے اس موسم میں، برکت کے اس مہینے میں اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنے نفس کو مہذب بنالیں۔ اپنے قلب کے اندر اعلیٰ صلاحیت پیدا کرلیں۔ اپنے عقل وشعور کو نکھار کر اعلیٰ استعداد کے حامل بن جائیں۔ ہم سب یہاں اسی نیت سے جمع ہیں۔

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں: اجتماعات میں جتنے زیادہ مخلص لوگ جمع ہوتے ہیں، ان کے اخلاص کی برکات وانوارات پورے اجتماع پر ایک چمکتی ہوئی روشن کہکشاں کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔ جیسے بہت سے چراغ اگر ایک جگہ روشن کیے جائیں تو رات کے گھپ اندھیرے میں وہ بہت بڑے نور کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔ پھر اس میں کمزور رہ جانے والے بھی اس روشنی کی چکاچوند میں اپنے عیوب اور کمزوریوں کو دیکھ کر انھیں دور کرنے کی فکر کرتے ہیں۔

روزہ انسان کو عقل مند بناتا ہے۔ قلب میں جرأت پیدا کرتا ہے۔ نفس کو مہذب بناتا ہے۔ ہمارا یہاں جمع ہونے کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہمارے نفسوں کے اندر تہذیب پیدا ہو۔ اعتدال کی حالت پیدا ہوجائے۔ ہمارے نفس نہ تو انسانی توہین اور غلامی برداشت کریں، اور نہ ہی ہمارے نفس تکبر اور غرور کے ساتھ حیوانیت اور شیطنت کے دائرے میں داخل ہوں۔ ایسے ہی ہمارے قلب کی حالت درست ہوجائے۔ قلب میں صبر و استقامت پیدا ہوجائے، ٹھہراؤ پیدا ہوجائے۔ سلیقہ مندی آجائے۔ وہ کسی غلط سوچ اور فکر یا نظام اور سامراج سے مرعوب نہ ہو۔ انسانی فلاح و بہبود کے لیے اپنی درست رائے قائم کرلے، اس پر مستحکم ہوجائے۔ اس میں ڈگمگانے کا عمل نہ ہو۔ اسی طرح ہماری عقل باشعور بن جائے۔ مکروفریب میں نہ آئے۔ کسی کے دھوکے میں نہ آئے۔''

روزے کی حقیقت

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ: ''**لیس الصّیام من الطّعام و الشّراب، و لکنّہٗ من الکذب، و الباطل، و اللّغو، و الحِلف.**'' (مصنف ابن ابی شیبہ، ج2، حدیث 272) روزہ صرف یہ نہیں ہے کہ آدمی کھانے پینے سے رُک جائے، بلکہ جھوٹ، باطل، لغو اور جھوٹے سماجی معاہدے سے اعراض کرنا بھی روزہ ہے۔ ان تینوں برائیوں کا تعلق انسانی نفس، قلب اور عقل سے ہے۔ انسانی نفس کی سب سے بڑی خرابی جھوٹ کو فروغ دینا ہے۔ نفس جب بے وقار ہوتا ہے، اُسے اپنی سماحتِ نفس کا لحاظ نہیں ہوتا، تو وہ حقائق مسخ کرتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ ایسا اجتماع اور سماج جو جھوٹ کو فروغ دیتا ہے، روزہ اس جھوٹ کے خلاف مزاحمت کا درس دیتا ہے۔

دوسری بات حضرت عمر فاروقؓ نے یہ فرمائی کہ روزے کی حالت میں باطل کے خلاف اس کے قلب کے اندر جرأت اور ہمت پیدا ہو۔ مزاحمت پیدا ہوجائے۔ حق کو قبول کرے۔ اس کی نیت حق اور اس کا عزم درست ہوجائے۔ اس نیت اور عزم کی اساس پر حق پر مبنی معاشرت، سیاست، معیشت اور بہتر سماج پیدا کرنے کی جدوجہد کرے۔ اس کی ضد باطل ہے۔ اس سے رُک جائے۔ انسانیت کی تباہی کی سیاست، معیشت، معاشرت اور معاملات سے اس کا قلب برأت کا اعلان کردے۔

اسی طریقے سے حضرت عمر فاروقؓ نے تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ: عقل لغویات سے اجتناب کرے۔ لغو ہر وہ عمل ہے، جس کا نہ کوئی دنیاوی فائدہ ہو نہ اُخروی۔ لغو سیاست، لغو معیشت، لغو معاشرت کا انسانیت کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایک چیز ایک کام کے لیے بنائی گئی۔ وہ چیز وہ کام نہیں کررہی تو لغو ہے۔ سوسائٹی کی سیاست اسی لیے ہے کہ سوسائٹی کو امن دیا جائے۔ اگر سیاست یہ کرنے میں ناکام ہے تو لغو ہے۔ معاشی نظام کا مقصد انسانوں کی ضروریات کی کفالت اور خوش حالی کا نظام بنانا ہے۔ اگر کوئی معاشی نظام انسانوں کی یہ ضروریات پورا کرنے سے قاصر ہے تو وہ معیشت لغو ہے۔

روزہ انسانی نفس کو جھوٹ سے، انسانی قلب کو باطل سے اور انسانی عقل کو لغویات سے بچاتا ہے۔ یاد رکھو! ایک جھوٹ، باطل اور لغو ایک فرد کا ہوتا ہے اور ایک خاندان کا ہوتا ہے۔ ایک شہر کا ہوتا ہے۔ ایک پورے ملک کا ہوتا ہے اور ایک بین الاقوامی سطح پر ہوتا ہے۔ ہمارے واعظین رمضان کے مہینے میں وعظ کہتے ہیں۔ فرد کے لغو، جھوٹ اور باطل سے بچنے کی ترغیب تو دیتے ہیں، لیکن وہ فرد جس خاندان کا حصہ ہے، وہ خاندان جس محلے میں رہتا ہے، وہ محلہ جس شہر میں ہے۔ وہ شہر جس ملک اور قوم میں ہے۔ وہ ملک جس بین الاقوامی نظام اور معاہدوں کے تابع ہے، اس کے جھوٹ، باطل اور لغو کے خلاف کوئی وعظ نہیں کہا جاتا۔ اس کے خلاف کوئی شعور نہیں دیا جاتا۔ ہمارے اس اجتماع کا مقصد یہ بھی ہے کہ انسان محض انفرادی جھوٹ، باطل، لغویات سے ہی نہ بچے، بلکہ اپنے خاندانی، قومی اور بین الاقوامی جھوٹ، باطل اور لغو کے خلاف بھی اس کے اندر شعور پیدا ہو۔''

خواجہ عبدالحیٔ فاروقیؒ (تلمیذِ خاص مولانا عبیداللہ سندھیؒ)

بھیک مانگنا

دنیا میں سب سے زیادہ بُرا آدمی وہ ہے جو بھیک مانگتا ہے۔ ہر دروازے پر کھڑے ہوکر گھنٹوں صدا لگاتا ہے کہ اسے ایک ٹکڑا روٹی کا مل جائے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی تعریف کرتا ہے، جو اگرچہ غریب اور محتاج ہیں، مگر کسی سے سوال نہیں کرتے۔ سورۂ بقرہ میں ہے:

''خیرات تو اُن فقیروں کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں گِھر گئے ہیں۔ ملک میں کسی طرف جانا چاہیں تو جا نہیں سکتے۔ جو شخص ان کے حال سے بے خبر ہے، وہ ان کی خودداری کی وَجہ سے ان کو غنی سمجھتا ہے۔ لیکن تُو اُن کو دیکھے تو ان کی صورت سے ان کو صاف پہچان لے کہ محتاج ہیں، مگر لپٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے۔'' (273:2)

ہمارے اور آپ کے رسولِ پاکؐ نے فرمایا:

''اوپر والا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا ہے۔'' (بخاری)

ایک اَور حکم آپؐ کا یہ بھی ہے:

''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر ایک شخص اپنی رسّی لے، اور لکڑیوں کا بوجھ اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی شخص کے پاس جا کر سوال کرے۔ اس کا جی چاہے تو دے، ورنہ منع کر دے۔'' (بخاری)

ایک دفعہ آپؐ کے چند صحابہؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ لوگ ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے۔ آپؐ نے ان کے سامنے چند شرطیں پیش کیں، جن میں سے ایک یہ تھی:

''تم کسی سے سوال نہیں کرو گے۔'' (مسلم)

جن صحابہؓ نے آپؐ کے مبارک ہاتھوں پر یہ عہد کیا تھا، اس سختی سے وہ اس پر پابند تھے کہ ان کا کوڑا اگر جاتا تو کسی سے یہ نہ کہتے کہ ہمیں اٹھا کر دے دو، بلکہ خود سواری سے اُتر کر اٹھاتے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اونٹنی پر سوار ہوتے اور ہاتھ سے لگام گر جاتی تو اونٹنی کو بٹھاتے اور اُتر کر لگام اپنے ہاتھ سے اٹھاتے۔ لوگ کہتے کہ آپ نے ہمیں کیوں نہ حکم دیا؟ آپؓ فرماتے کہ:

''میں نے اپنے دوست محمدؐ رسول اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں گا۔''

ایک دفعہ ہمارے رسولؐ نے فرمایا:

''کوئی شخص ہے کہ ذمہ داری کے ساتھ مجھ سے یہ عہد کرے کہ وہ کسی سے سوال نہیں کرے گا؟ میں اس کے لیے جنت کا ضامن بنتا ہوں۔''

آپؐ کے غلام ثوبانؓ نے عرض کی کہ میں یہ عہد کرتا ہوں۔ چناں چہ اس کے بعد انھوں نے کسی سے کچھ نہ مانگا۔

حضرت مالک بن سنانؓ کو سوال سے اس قدر نفرت تھی کہ ایک بار تین روز تک بھوکے رہے، مگر کسی سے کچھ نہ مانگا۔ آں حضرتؐ کو خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا:

''جو شخص سوال سے پاک رہنے والے آدمی کا چہرہ دیکھنا چاہے، وہ مالک بن سنانؓ کو دیکھ لے۔''

حکیم بن حزامؓ ایک صحابی ہیں۔ انھوں نے رسولِ پاکؐ سے مانگا۔ آپؐ نے دیا۔ پھر سوال کیا۔ پھر مانگا۔ پھر دیا۔ اب آپؐ نے فرمایا:

''مال نہایت میٹھا اور خوش رنگ ہے۔ جو شخص اس کو خوش دلی سے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں برکت دیتا ہے۔ اور جو لوگ حرص اور طمع کے ساتھ اس کو حاصل کرتے ہیں، وہ برکت سے حصہ نہیں لے سکتے۔ ان کی مثال اس شخص کی ہے، جو کھاتا ہے، مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

اس پر حکیم نے عہد کیا کہ وہ کسی سے کچھ نہ مانگیں گے۔ (بخاری)

بقیہ اداریہ؛ پاناما کیس، عدالتیں اور سیاسی جماعتیں

دراصل ہماری جماعتوں کے قول و فعل کے تضاد اور دوہرے معیار نے مسائل کے حقیقی حل کی طرف عوام کی توجہ ہی مبذول نہیں ہونے دی، جیسے ابھی ظلم و استحصال کے نظام کے محافظ ہی مزدوروں کا دن منا رہے ہیں۔ ایک طرف انھوں نے نظامِ ظلم کو قائم رکھنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے تو دوسری طرف موقع آنے پر وہ مزدوروں کے حقوق کا پھریرا بھی لہرانے لگ جاتے ہیں اور ہمارے عوام ہیں کہ ؎

میر کیا سادہ ہیں ، بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

اور اس کے بعد رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی رمضان المبارک کے حقیقی مقصد اپنے اندر اور باطن کی صفائی کے علی الرغم اسی ظاہر و باطن کے تضاد سے ہم اس کا استقبال کریں گے اور اس پورے مقدس مہینے میں اس مہینے کی تقدیس اور ہمارے نظام کا شر باہم دست و گریبان رہیں گے اور قوم و جماعتوں کا کردار محض تماش بینوں کا رہے گا۔ اس مقدس مہینے میں بھی ہماری اجتماعی منافقت سچی توبہ سے سرفراز ہونے میں مزاحم رہے گی۔

ہماری سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قول و فعل کے تضاد سے پاکستان کی قیادت کے المیے کو سمجھا جا سکتا ہے۔ جب تک ان جماعتوں میں موروثیت کے مرض اور تربیت کے فقدان کے اسباب پر غور نہ کیا جائے تو مسائل کی بنیادوں تک رسائی ناممکن ہے۔ جگہ کی تنگ دامنی کے سبب موضوع کے اس حصے کو ہم اگلے اداریے پر اٹھا رکھتے ہیں۔ (مدیر)

وسیم اعجاز، کراچی

سردارِ شہیداں

حافظ محمد ضامن شہیدؒ

1857ء کی جدوجہدِ آزادی میں شاملی کے میدان میں قائدِ معرکہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے رفقا میں سے حافظ محمد ضامن شہیدؒ کا نامِ نامی مجاہدین کے تذکرے کی زینت اور تاریخ کی رونق ہے۔ ان کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔ ان کا اور حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کا خاندانی سلسلہ ایک ہی ہے۔ وہ حاجی صاحبؒ سے عمر میں پانچ سال بڑے تھے، لیکن آپس میں انتہائی بے تکلفی کا تعلق تھا۔

حافظ محمد ضامن شہیدؒ کا بیعت و خلافت کا تعلق وقت کے مشہور ولی حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ کے ساتھ تھا۔ حافظ ضامن شہیدؒ، حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور مولانا شیخ محمد محدثؒ کی ملاقاتوں اور مجلسوں کا مرکز ''مسجد پیر محمد صاحب'' تھانہ بھون تھی۔

1857ء کی جنگِ آزادی ہندوستان کی تاریخ کا ایک اہم ترین باب ہے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری ہوتے ہی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں حریت پسندوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شاملی اور تھانہ بھون کے علاقوں میں حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور ان کی جماعت مصروفِ جہاد تھی۔ جدوجہدِ آزادی کو منظم انداز میں چلانے کے لیے حاجی صاحبؒ نے ایک اجلاس طلب کیا، جس میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا فیض الحسن سہارن پوریؒ، مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، مولانا محمد منیر نانوتویؒ اور مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے شرکت کی۔ حافظ محمد ضامن شہیدؒ بھی اس عسکری ٹیم کا حصہ تھے۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے جب حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کو امیرِ جہاد بنانے کی تجویز پیش کی تو حافظ صاحبؒ نے سب سے پہلے اس کی تائید فرمائی اور اپنے آئندہ لائحۂ عمل سے آگاہ فرمایا۔ مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کے بہ قول:

''حضرتِ اقدس حاجی امداداللہؒ مرکزِ بیعتِ جہاد تھے۔ اور حضرت حافظ محمد ضامن شہیدؒ سب سے بڑے عمل بردارِ جہاد تھے۔''

پہلا حملہ انگریزوں کی اسلحے سے بھری گاڑی پر کیا گیا، جو سہارن پور سے شاملی جارہی تھی۔ اس کے نتیجے میں اسلحے کا بڑا ذخیرہ مجاہدین کے ہاتھ آ گیا۔ 1857ء کے بعد مقامی اہل کاروں کی جانب سے تیار کی جانے والی رپورٹوں میں ان انقلابیوں کے جوش وخروش سے بھرپور دلیرانہ حملوں کا بڑی حیرت سے ذکر کیا گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ گزٹیئر میں ہے کہ: ''تھانہ بھون اس بغاوت کا خاص مرکز تھا۔''

ولی اللّٰہی جماعت نے 1857ء کی جنگِ آزادی میں دینی اور قومی جذبے کے ساتھ اپنا کردار ادا کیا۔ یہ حضرات محض تقریروں کی حد تک محدود نہیں رہے، بلکہ اپنا عملی کردار ادا کیا۔ حافظ محمد ضامن شہیدؒ کے خلیفہ حکیم ضیاء الدین رام پوریؒ نے ان کی شہادت کو بڑے دلچسپ اسلوب میں بیان فرمایا ہے۔ حکیم صاحبؒ اپنی کتاب ''مونسِ مہجوراں'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''جدوجہدِ آزادی 1857ء کے معرکے کے دوران عام دنوں کے برخلاف حضرت پیر و مرشد محبتِ الٰہی میں ایسے مست اور مخمور ہوئے کہ اکثر شہادت کا ذکر زبان پر جاری رہتا تھا۔ جس وقت میدانِ جنگ کی جانب روانہ ہوئے، بڑے اہتمام سے غسل فرمایا۔ نیا لباس زیبِ تن فرمایا۔ جوتے اگرچہ بوسیدہ نہیں تھے، پھر بھی نئے منگوا کر زیبِ پا فرمائے۔ یہاں تک کہ لباس پر خوشبو ملی اور آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ سپاہیانہ وضع میں تلوار لے کر شربتِ دیدارِ الٰہی کی تمنا میں انگریزوں کے خلاف مردانہ وار جنگ کرتے ہوئے شہادت کے رُتبے پر فائز ہوئے۔''

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا ، وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے ، اس جاں کی تو کوئی بات نہیں

حافظ صاحبؒ نے میدانِ جنگ کے دوران ہی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو وصیت فرمائی تھی کہ شہادت کے موقع پر میرے پاس رہنا۔ چناں چہ جب ان کو گولی لگی تو مولانا گنگوہیؒ فوراً ان کے پاس تشریف لائے اور کسی طرح قریبی مسجد میں لے گئے اور اپنے زانو پر حافظ ضامن صاحبؒ کا سر رکھا۔ مولانا گنگوہیؒ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور زبان سے کلامِ الٰہی کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اسی حالت میں حافظ صاحبؒ نے شہادت کا جام نوش فرمایا۔ حکیم ضیاء الدینؒ شہادت کا احوال بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''کمرِ ہمت باندھ کر امرِ حق پر جان و مال قربان کیا۔ اور ذوق و شوقِ الٰہی میں ایسے مست ہوئے کہ کسی طرح کا تردُّد نہ ہوا اور تمنائے شربتِ شہادت اور جامِ کوثر میں ہماری بے کسی کا بھی کچھ خیال نہ فرمایا۔ سبحان اللہ! کیا ہمتِ مرداں، مددِ خدا کا تماشا دکھا کر مردانہ اور مشتاقانہ بہ تاریخ ۲۴/محرم الحرام ۱۲۷۴ھ (13/ستمبر 1857ء) برسرِ معرکہ جامِ شہادت نوش فرمایا کہ خوب دادِ ہمت لے گئے اور داغِ حسرت دے گئے۔''

شہادت کے بعد جنازہ لایا گیا تو اس وقت حاجی امداداللہؒ بھی انتظار میں کھڑے تھے۔ جوں ہی جنازے پر حاجی صاحبؒ کی نظر پڑی، بے ساختہ چیخ نکل گئی اور فرمایا:

''جس کے لیے سب کچھ ہوا، وہ بات پوری ہوگئی۔ دیکھنا قصہ بھی ختم ہوگیا۔''

حافظ ضامن شہیدؒ کی شہادت کے بعد ہندوستان کی اس عظیم جدوجہدِ آزادی کے حالات بالکل بدل گئے۔ اس سے قبل ہر جانب سے اس طرح کی خبریں آتی تھیں کہ فلاں فلاں جگہوں اور علاقوں پر مجاہدین کو فتح اور کامرانی حاصل ہوئی ہے، لیکن ان کی شہادت کے بعد دہلی پر انگریزوں کا قبضہ اور دیگر اہم شہروں پر بھی ان کے کنٹرول کی خبریں آنا شروع ہوگئیں۔

انگریزوں نے باشندگانِ وطن سے خوب انتقام لیا۔ دیگر رہنماؤں کی طرح ولی اللّٰہی قافلے کے اکابرین کو بھی سخت امتحانات سے گزرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اکابرین کے مشن پر مستقل مزاجی سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

خوش خبری ......

لاہور میں روحانی تربیتی
اجتماعِ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ / 2017ء

رحمتوں اور برکتوں والا ماہِ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ/ 2017ء شروع ہو رہا ہے۔ ہمیشہ سے اکابر اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں پوری یکسوئی اور توجہ الی اللہ کے لیے کسی ایک ہی جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور اس کو صفائے باطن کے لیے بڑا اکسیر سمجھتے ہیں۔

مشائخ رائے پور اور ان سے تعلق رکھنے والے احباب کا گزشتہ تقریباً ایک صدی سے یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں اِنابت الی اللہ اور سالکین و طالبین کی تربیت کے لیے اجتماعی طور پر کسی ایک جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور رمضان المبارک کے قیمتی اوقات میں اپنی روحانی تربیت کے حوالے سے ذکر و فکر، تزکیۂ عمل اور تصفیۂ باطن کا نہایت درجہ اہتمام کرتے رہے ہیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ اپنی تمام عمر اس معمول پر مسلسل عمل پیرا رہے۔ انھی حضراتِ مشائخ کے معمول کے مطابق ان کے جانشین اور

موجودہ مسند نشین خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ

پورا ماہِ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

(27/مئی تا 25/جون 2017ء)

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام فرما ہوں گے۔

تمام احباب سے گزارش ہے کہ اپنی اخلاقی و روحانی ترقی کے لیے اس ماہِ مبارک میں شیخ رائے پور کی معیت و صحبت میں وقت لگائیں۔ تمام احباب اس روحانی اجتماع کے تربیتی معمولات اور مجالس ہائے علم و عرفان میں شرکت فرما کر دنیوی اور اُخروی کامیابی کے لیے کوشش کریں۔

نوٹ

☆ ملک بھر سے آنے والے احباب اپنی آمد کے شیڈول سے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کی انتظامیہ کو قبل از وقت مطلع فرمائیں۔

☆ ادارہ رحیمیہ کے ریجنل کیمپسز اور دیگر تمام مراکز کے ذمہ دار حضرات ادارہ کے مرکزی کیمپس لاہور کی انتظامیہ کو رمضان المبارک کے سلسلے میں آنے والے احباب کی فہرست سے ضرور آگاہ کریں، تاکہ انتظامات کے حوالے سے ضروری اقدامات کیے جا سکیں۔ (ادارہ)

معمولات روحانی تربیتی اجتماعِ رمضان المبارک

حسبِ سابق اس قیامِ رمضان المبارک میں درجِ ذیل معمولات ہوں گے:

نوافل، ذکر و اذکار و تلاوتِ قرآن حکیم

علی الصبح تقریباً 2 بجے تمام احباب بیدار ہو جاتے ہیں۔ نمازِ تہجد ادا کرتے ہیں اور ذکر وغیرہ دیگر معمولات پورے کرتے ہیں۔ اس کے بعد سحری کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جو حضرات کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں، وہ نوافل یا تلاوتِ قرآن حکیم میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

تربیت اور تزکیے کے حوالے سے احادیثِ نبویہ کا درس

نمازِ فجر کے بعد حدیث نبوی ﷺ کا درس ہوتا ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کی انسانیت نواز تعلیمات اور آپ ﷺ کی سیرت و کردار کے بہت سے پہلوؤں کو احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں واضح کیا جاتا ہے۔

تربیت اور تزکیے کے حوالے سے قرآنی موضوعات پر لیکچرز

تقریباً صبح 9 بجے تمام احباب بیدار ہو جاتے ہیں۔ نمازِ چاشت کے بعد تربیت اور تزکیے کے حوالے سے دورۂ تفسیر سے متعلق قرآنی موضوعات پر لیکچرز ہوتے ہیں، جن میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا بیان ہوتا ہے۔ ان لیکچرز کے دوران ممتاز صوفیائے کرام اور محققین علمائے ربانیین کے بیان فرمودہ تفسیری نکات و اشارات کی روشنی میں تربیت اور تزکیہ اور دینی اُمور سے متعلق شعور و آگہی اور اس کا فکر پیدا کیا جاتا ہے۔

دینی اور فقہی مسائل کا بیان

نمازِ ظہر کے بعد دین کے ضروری احکام و مسائل اور ان کے آداب و فضائل بیان کیے جاتے ہیں اور دینی حوالے سے عملی تربیت پر زور دیا جاتا ہے۔ نیز پوچھے گئے دینی مسائل کے جوابات دیے جاتے ہیں۔

اس کے بعد احباب تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

دینی موضوعات پر لیکچرز کا اہتمام

اس کے بعد کسی اہم دینی موضوع پر لیکچر ہوتا ہے۔ اور حالاتِ حاضرہ کے حوالے سے نوجوانوں کو دینی ذمہ داریوں اور عملی جدوجہد کے شعوری تقاضوں سے آگاہی دی جاتی ہے۔

"حُجّةُ اللّٰهِ البالغه" کا درس

نمازِ ظہر کے بعد علمائے کرام اور خواص احباب کے لیے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کی عظیم کتاب "حُجّةُ اللّٰهِ البالغه" کا درس ہوتا ہے۔ یہ کتاب دین اسلام کی جامع تعلیمات کو مربوط طور پر سمجھنے کا بلند دینی شعور پیدا کرتی ہے۔ اس طرح دین اسلام کے جامع فکر و فلسفہ کی شعوری آگہی سے باطل اور گمراہ افکار و نظریات سے چھٹکارہ ملتا ہے اور تعلق مع اللہ مضبوط ہوتا ہے۔

ذکراللہ کی مجلس اور فلاحِ دارین کی دعا

نمازِ عصر کے بعد حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ العالی کی معیت میں مجلس ذکر ہوتی ہے۔اس کے بعد تربیت وتزکیے کے حوالے سے ذکراللہ کی اہمیت پر بیان ہوتا ہے۔ پھر حضرت اقدس مدظلہٗ العالی تمام احباب و متعلقین کے لیے خصوصی دعا فرماتے ہیں۔ افطاری اور نمازِ مغرب کے بعد احباب سنن ونوافل ادا کرتے ہیں۔

تراویح میں پڑھے ہوئے پارۂ قرآن کا تفسیری خلاصہ

نمازِ عشا اور نمازِ تراویح کے بعد پڑھے ہوئے پارے کے مضامین کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔جس میں قرآن حکیم کی سورتوں کے موضوعات اور مضامین کے بنیادی نکات کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ان نکات کے ذریعے انسانی معاشرے کی سیاسی، معاشی، عمرانی اور نظریاتی حوالے سے درست تشکیل کے بنیادی اساسی اصولوں کی وضاحت ہوتی ہے۔اس کے بعد تصوف کی کتاب ''اِمدادالسلوک'' سے مشائخ عظام کے ملفوظات اور ارشادات پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔

رحیمیہ ریجنل کیمپسز میں معمولاتِ ماہِ رمضان

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے تمام ریجنل کیمپسز کراچی، سکھر، ملتان، راولپنڈی اور پشاور میں ماہِ رمضان المبارک میں درجِ ذیل معمولات ہوں گے۔احباب ان میں شرکت فرمائیں:

1۔ ذکراللہ کی مجلس: ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے تمام ریجنل کیمپسز میں روزانہ بعد نمازِ عصر مشائخ رائے پور کے معمولات کے مطابق مجلس ذکر کا انعقاد ہوتا ہے۔جس میں ان شہروں اور متعلقہ علاقوں میں موجود سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام احباب بھرپور شرکت کرتے ہیں۔

2۔ نمازِ تراویح اور تفسیری خلاصہ: تمام ریجنل کیمپسز میں نمازِ تراویح کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔جس میں بہترین حفاظ نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنائیں گے۔ اور تراویح کے بعد پڑھے ہوئے پارے کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جائے گا۔ نیز مشائخ علمائے ربانیین کے ملفوظات وارشادات پڑھ کر سنائے جائیں گے۔

رحیمیہ کیمپسز میں معمولات کی نگرانی درجِ ذیل حضرات کریں گے:

1۔ ملتان کیمپس: حضرت مولانا مفتی سعیدالرحمٰن مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

2۔ سکھر کیمپس: حضرت مولانا محمد عبداللہ عابد سندھی، محترم ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی (مجازین حضرت رائے پوری رابع قدس سرہٗ)

3۔ کراچی کیمپس: مولانا ناز وہیب حسن، مولانا مفتی اللہ بخش

4۔ راولپنڈی کیمپس: حضرت مولانا تاج افسر مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

5۔ پشاور کیمپس: مولانا معظم علی، مولانا محمد عارف

اعلان روزے کے مسائل سے متعلق ادارہ رحیمیہ کی طرف سے مطبوعہ رسالہ ''احکام و مسائل رمضان المبارک'' از حضرت مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ کا مطالعہ کریں۔

نمازِ تراویح کے مسائل

- رمضان المبارک میں عشا کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعات دو دو رکعت کر کے پڑھنا مرد وعورت سب کے لیے سنت مؤکدہ ہے۔
- تراویح کا وقت عشا کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔بہتر ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھے جائیں، لیکن اگر کسی وجہ سے وتر کے بعد تراویح پڑھیں تو بھی درست ہے۔
- تراویح کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنا سنت کفایہ ہے، اگر محلے کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو تمام اہلِ محلّہ گناہ گار ہوں گے۔
- تراویح کی بیس رکعات، دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں اور ان میں ہر ترویحہ (چار رکعت) اور وتر کے درمیان کچھ دیر وقفہ کرنا مستحب ہے۔
- ترویحہ (چار رکعتوں) کے درمیان کوئی خاص عبادت متعین نہیں، بلکہ اختیار ہے، خواہ ذکر اذکار کریں، تلاوت کریں۔جس کا جو جی چاہے پڑھ سکتا ہے۔

بعض فقہا کے نزدیک درج ذیل دعا پڑھنا منقول ہے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَ الْمَلَکُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ وَلَایَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ. اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ، یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ.

- رمضان میں تراویح کے ساتھ وتر کی نماز باجماعت پڑھنا افضل ہے۔
- نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنانے کی اُجرت لینا حرام ہے۔
- اگر اُجرت کے بغیر قرآن سنانے والا نہ ملے تو چھوٹی سورتوں سے ہی تراویح پڑھ لینا چاہیے۔
- تراویح کی مکمل نماز چھوٹ جائے اور اس کا وقت نکل جائے تو اس کی قضا نہیں ہے۔اگر پڑھے گا تو نفل شمار ہوگی۔
- اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ عشا کی نماز ہو چکی تو اُسے چاہیے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھے، پھر تراویح میں شریک ہو۔
- تراویح کی کچھ رکعتیں امام کے ساتھ نہ پڑھ سکا تو وتر کے بعد ادا کر لے۔
- تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن مجید پڑھنا یا سننا سنت مؤکدہ ہے۔اگر قرآن مجید چند دنوں میں ختم کر لیا تو بقیہ دنوں میں بھی تراویح پڑھے۔

اہم اطلاع

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں اس سال نمازِ تراویح میں ختم قرآن حکیم رمضان المبارک کی ستائیس ویں شب کو ہوگا۔ان شاء اللہ!

نقشہ اوقات سحر وافطار رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ / مئی، جون 2017ء

تاریخ ہجری	تاریخ عیسوی	ایام	لاہور		اسلام آباد		ملتان		پشاور		کوئٹہ		کراچی		سکھر	
رمضان المبارک	مئی	دن	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار
یکم	27	ہفتہ	3:23	7:01	3:20	7:10	3:40	7:08	3:24	7:17	3:58	7:27	4:16	7:15	4:00	7:13
2	28	اتوار	3:22	7:01	3:19	7:11	3:39	7:09	3:23	3:18	3:57	7:28	4:16	7:15	4:59	7:14
3	29	سوموار	3:22	7:02	3:19	7:12	3:39	7:09	3:23	3:18	3:57	7:28	4:15	7:16	4:59	7:14
4	30	منگل	3:21	7:03	3:18	7:12	3:38	7:10	3:22	3:19	3:56	7:29	4:15	7:16	4:58	7:15
5	31	بدھ	3:21	7:03	3:17	7:13	3:38	7:10	3:21	3:19	3:56	7:29	4:15	7:17	4:58	7:15
6	یکم جون	جمعرات	3:21	7:04	3:17	7:13	3:37	7:11	3:21	3:20	3:55	7:30	4:15	7:17	4:58	7:16
7	2	جمعۃ المبارک	3:20	7:05	3:16	7:14	3:37	7:12	3:20	3:21	3:55	7:31	4:14	7:18	4:57	7:16
8	3	ہفتہ	3:20	7:05	3:16	7:15	3:37	7:12	3:20	3:21	3:54	7:31	4:14	7:18	4:57	7:16
9	4	اتوار	3:20	7:06	3:15	7:16	3:36	7:13	3:19	3:22	3:54	7:32	4:13	7:19	4:57	7:17
10	5	سوموار	3:19	7:06	3:15	7:16	3:36	7:13	3:19	3:22	3:53	7:32	4:13	7:19	4:57	7:17
11	6	منگل	3:19	7:07	3:14	7:17	3:35	7:14	3:18	3:23	3:53	7:33	4:13	7:20	4:56	7:18
12	7	بدھ	3:18	7:07	3:14	7:17	3:35	7:14	3:18	7:23	3:52	7:34	4:13	7:20	3:56	7:18
13	8	جمعرات	3:18	7:08	3:14	7:17	3:35	7:14	3:18	7:23	3:52	7:34	4:13	7:20	3:56	7:18
14	9	جمعۃ المبارک	3:18	7:08	3:14	7:18	3:35	7:15	3:17	7:24	3:52	7:35	4:13	7:21	3:56	7:19
15	10	ہفتہ	3:18	7:09	3:14	7:18	3:35	7:15	3:17	7:24	3:52	7:35	4:13	7:21	3:56	7:19
16	11	اتوار	3:18	7:09	3:13	7:19	3:35	7:15	3:17	7:25	3:52	7:36	4:13	7:21	3:56	7:20
17	12	سوموار	3:18	7:09	3:13	7:19	3:35	7:15	3:17	7:25	3:52	7:36	4:13	7:21	3:56	7:20
18	13	منگل	3:18	7:10	3:13	7:19	3:35	7:16	3:17	7:26	3:52	7:37	4:13	7:22	3:56	7:21
19	14	بدھ	3:18	7:10	3:13	7:19	3:35	7:16	3:17	7:26	3:52	7:37	4:13	7:22	3:56	7:21
20	15	جمعرات	3:18	7:11	3:13	7:20	3:35	7:17	3:17	7:26	3:52	7:37	4:13	7:23	3:56	7:21
21	16	جمعۃ المبارک	3:18	7:11	3:13	7:20	3:35	7:17	3:17	7:26	3:52	7:37	4:13	7:23	3:56	7:21
22	17	ہفتہ	3:18	7:11	3:13	7:21	3:35	7:17	3:17	7:27	3:52	7:38	4:13	7:23	3:56	7:22
23	18	اتوار	3:18	7:12	3:12	7:22	3:34	7:18	3:16	7:28	3:52	7:38	4:12	7:24	3:55	7:23
24	19	سوموار	3:18	7:12	3:12	7:22	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:12	7:25	3:55	7:23
25	20	منگل	3:18	7:12	3:12	7:22	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:12	7:25	3:55	7:23
26	21	بدھ	3:18	7:12	3:13	7:23	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:13	7:25	3:55	7:24
27	22	جمعرات	3:18	7:12	3:13	7:23	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:13	7:25	3:55	7:24
28	23	جمعۃ المبارک	3:18	7:13	3:13	7:23	3:35	7:20	3:17	7:29	3:53	7:38	4:13	7:26	3:56	7:24
29	24	ہفتہ	3:19	7:13	3:13	7:23	3:35	7:20	3:17	7:30	3:53	7:38	4:13	7:26	3:56	7:24
30	25	اتوار	3:19	7:13	3:14	7:23	3:35	7:20	3:17	7:30	3:53	7:39	4:14	7:26	3:56	7:25

نوٹ: یہ نقشہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی زیرِ نگرانی ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں دو منٹ کی احتیاط پیشِ نظر رہنی چاہیے۔

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "رحیمیہ" رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئنز روڈ لاہور سے جاری کیا۔